بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡدِ
Office Of The Sadr Majlis Ansarullah Bharat
دفتر صدر مجلس انصار اللہ بھارت
Mohalla Ahmadiyya Qadian-143516 Dt.Gurdaspur (PUNJAB)
Ph: +91-01872-220186, Fax : +91-01872-224186, Mob. +91-9815494687, E-Mail : ansarullahbharat@gmail.com

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عظیم المرتبت بدری صحابی حضرت عبداللہ بن رواحہؓ کے اوصاف حمید کا دلنشین تذکرہ

خلاصہ خطبہ جمعہ سیّدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 24 رجنوری 2020 بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن (برطانیہ)

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: آج جن صحابی کا ذکر ہے ان کا نام ہے حضرت عبداللہ بن رواحہ۔ حضرت عبداللہ کے والد کا نام رواحہ بن ثعلبہ تھا اور ان کی والدہ کا نام کبشہ بنت واقد بن عمرو تھا جو انصار کے قبیلہ خزرج کے خاندان بنو حارث بن خزرج سے تھیں۔ حضرت عبداللہ بن رواحہ بیعت عقبہ میں شریک تھے اور بنو حارث بن خزرج کے سردار تھے۔ ان کی کنیت ابو محمد تھی بعض نے ابورواحہ اور ابو عمرو بھی بیان کی ہے۔ انصار کے ایک شخص سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن رواحہ اور حضرت مقداد میں مؤاخات قائم فرمائی تھی۔ ابن سعد کے مطابق آپ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتب بھی تھے۔ حضرت عبداللہ بن رواحہ تمام غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ شریک رہے۔ آپ غزوہ موتہ میں شہید ہوئے۔ غزوہ موتہ کے سرداروں میں سے ایک سردار آپ بھی تھے۔

ایک روایت میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن رواحہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس وقت خطبہ ارشاد فرما رہے تھے خطبہ کے دوران آپ نے فرمایا بیٹھ جاؤ یہ سنتے ہی آپ مسجد سے باہر جس جگہ کھڑے تھے وہیں بیٹھ گئے جب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خطبہ سے فارغ ہوئے اور یہ خبر آپ کو پہنچی تو آپ نے ان سے فرمایا: زادك الله حرصا على طواعة الله وطواعة رسوله کہ اللہ کی اطاعت اور اس کے رسول کی اطاعت کی خواہش میں اللہ تمہیں زیادہ بڑھائے۔ اسی طرح کا واقعہ کتب احادیث میں حضرت عبداللہ بن مسعود کے بارے میں بھی ملتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن رواحہ جہاد میں سب سے پہلے گھر سے نکلتے اور سب کے بعد لوٹتے تھے۔ حضرت ابودرداء فرماتے ہیں کہ میں اس دن سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں جس میں حضرت عبداللہ بن رواحہ کا ذکر نہ کروں جب وہ سامنے سے آتے ہوئے مجھ سے ملتے تو میرے سینے پر ہاتھ رکھتے اور جب وہ جاتے ہوئے مجھے ملتے تو میرے کندھوں کے درمیان میں ہاتھ رکھتے اور مجھ سے کہتے کہ یا عويمر اجلس فلنؤمن ساعة۔ کہ اے عویمر بیٹھو تھوڑی دیر ایمان تازہ کریں۔ پس ہم بیٹھتے اور اللہ کا ذکر کرتے جتنا اللہ چاہتا تھا پھر حضرت عبداللہ بن رواحہ کہتے کہ اے عویمر یہ ایمان کی مجالس ہیں۔ حضرت امام احمد کی کتاب کتاب الزہد میں بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن رواحہ جب کسی ساتھی سے ملتے تو کہتے آؤ گھڑی بھر اپنے رب پر ایمان لانے کی یاد تازہ کرلیں۔ اسی میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ابن رواحہ پر رحم فرمائے اسے ایسی مجالس سے محبت ہے جس پر فرشتے فخر کرتے ہیں۔

حضرت ابوھریرۃ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ نعم الرجل عبدالله ابن رواحة۔ کہ حضرت عبداللہ بن رواحہ

کتنے ہی اچھے آدمی ہیں۔حضرت عبداللہ بن رواحہ کو فتح خیبر کے بعد پھلوں اور فصل وغیرہ کا اندازہ لگانے کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھیجا تھا۔ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن رواحہ اتنے بیمار ہوئے کہ بیہوش ہو گئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کی عیادت کے لئے آئے۔فرمایا اے اللہ اگر اس کی گھڑی مقدر ہے تو اس کے لئے آسانی پیدا کردے اور اگر اس کا موعود وقت نہیں ہوا تو اسے شفاعطا فرما۔اس دعا کے بعد حضرت عبداللہ نے بخار میں کچھ کمی محسوس کی تو انہوں نے کہا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری والدہ کہہ رہی تھی کہ ہائے میرا پہاڑ ہائے میرا سہارا جب میں بیمار تھا تو میں نے دیکھا کہ ایک فرشتہ لوہے کا گرز اٹھائے کھڑا یہ کہہ رہا تھا کہ کیا تم واقعی ایسے ہو۔اگر میں کہتا کہ ہاں میں ایسا ہوں تو وہ ضرور مجھے گرز مار دیتا۔

آپ شاعر بھی تھے اور ان شاعروں میں سے تھے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے مخالفین کی بیہودہ گوئیوں کا جواب دیا کرتے تھے۔ایک موقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے اشعار کو سن کر فرمایا کہ اے ابن رواحہ اللہ تم کو ثابت قدم رکھے۔ہشام بن عروۃ نے کہا ہے کہ اللہ نے ان کو اس دعا کی برکت سے خوب ثابت قدم رکھا حتی کہ آپ شہید ہوئے اور ان کے واسطے جنت کے دروازے کھول دیئے گئے۔ابن سعد کی روایت ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی کہ والشعراء یتبعھم الغاوٗن۔اور رہے شاعر تو محض بھٹکے ہوئے ہی ان کی پیروی کرتے ہیں۔تو حضرت عبداللہ بن رواحہ کہنے لگے کہ اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ میں اُن میں سے ہوں جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ۔سوائے ان کے جو ان میں سے ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے۔معجم الشعراء کے مصنف لکھتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن رواحہ زمانہ جاہلیت میں بھی بہت قدر و منزلت رکھتے تھے اور زمانہ اسلام میں بھی ان کو بہت بلند مقام اور مرتبہ حاصل تھا۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں ایک شعر حضرت عبداللہ نے ایسا کہا ہے کہ اسے آپ کا بہترین شعر کہا جا سکتا ہے۔وہ شعر آپ کی دلی کیفیت کو خوب بیان کرتا ہے جس میں حضرت عبداللہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ اگر حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کے بارے میں کھلے کھلے نشانات اور روشن معجزات نہ بھی ہوتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ہی حقیقت حال کی آگاہی کے لئے کافی ہے۔

حضرت عبداللہ بن رواحہ جاہلیت کے زمانہ میں لکھنا پڑھنا جانتے تھے حالانکہ اس زمانہ میں عرب میں کتابت بہت کم تھی۔غزوہ بدر کے اختتام پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید بن حارثہ کو مدینہ کی طرف اور حضرت عبداللہ بن رواحہ کو عوالی کی جانب یعنی مدینہ کے بالائی کی جانب فتح کی نوید سنانے کے لئے بدر کے میدان سے روانہ فرمایا۔حضرت سعید بن جبیر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد حرام میں اونٹ پر بیٹھے داخل ہوئے۔آپ عصا سے حجر اسود کو بوسہ دے رہے تھے۔آپ کے ہمراہ حضرت عبداللہ بن رواحہ بھی تھے جو آپ کی اونٹنی کی نکیل پکڑے ہوئے تھے اور یہ اشعار کہہ رہے تھے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ اے کفار آپ کے راستے سے ہٹ جاؤ ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رجوع کرنے پر تمہیں ایسی مار ماری جو سروں کو مقام استراحت سے ہٹا دے۔حضرت قیس بن ابو حازم سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن رواحہ سے فرمایا کہ اترو اور ہمارے اونٹوں کو حرکت دو۔جس پر آپ نے جو اشعار کہے اس کا ترجمہ یہ ہے کہ اے پروردگار اگر تو نہ ہوتا تو ہم لوگ ہدایت نہ پاتے نہ تو صدقہ وخیرات کرتے نہ نماز پڑھتے ہم پر سکون و اطمینان نازل فرما اور جب ہم دشمن کا مقابلہ کریں تو ہمارے قدم ثابت رکھ کیونکہ کفار ہم پر حملہ آور ہوئے ہیں۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ ان پر رحمت کر اس پر حضرت عمر نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا سے یہ رحمت تو واجب ہو گئی۔

حضرت عبادۃ بن صامت سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب حضرت عبداللہ بن رواحہ کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے تو

آپ کے لئے اپنے بستر سے نہ اٹھ سکے۔آپ نے فرمایا کہ تم جانتے ہو کہ میری امت کے شہداء کون ہیں۔لوگوں نے عرض کی مسلمان کا قتل ہونا شہادت ہے فرمایا تب تو میری امت کے شہداء کم ہیں۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔مسلمان کا شہادت فرمایا کہ پھر فرمایا کہ مسلمان کا قتل ہونا شہادت ہے اور پیٹ کی بیماری سے فوت ہونا شہادت ہے اور پانی میں ڈوب کر فوت ہونا شہادت ہے اور وہ عورت جس کی زچگی میں وفات ہو جاتی ہے یہ سب شہادت کی اقسام ہیں۔

حضرت عروۃ بن زید سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ موتہ میں حضرت زید بن حارثہ کو سردار لشکر بنایا اور فرمایا کہ اگر یہ شہید ہو جائیں تو حضرت جعفر بن ابو طالب ان کی جگہ پر ہوں پھر اگر حضرت جعفر بھی شہید ہو جائیں تو حضرت عبداللہ بن رواحہ سردار بنیں اگر عبداللہ بھی شہید ہو جائیں تو مسلمان جس کو پسند کریں اس کو اپنا سردار بنالیں۔حضرت عبداللہ بن رواحہ نے اس وقت یہ اشعار پڑھے: میں خدائے رحمن سے مغفرت طلب کرتا ہوں اور تلواروں کا ایسا وار کرنے کی توفیق مانگتا ہوں جو کشادہ گھاؤ والا ہو اور تازہ خون نکالنے والا ہو جس میں جھاگ اٹھ رہی ہو اور نیزے کا ایسا حملہ جو پوری تیاری سے خون کے شدید پیاسے کے ہاتھوں سے کیا گیا ہو جو انتڑیوں اور جگر سے پار ہو جائے یہانتک کہ جب لوگ میری قبر کے پاس سے گزریں تو کہیں کہ اے جنگ میں شامل ہونے والے اللہ تیرا بھلا کرے اور اس خدا نے بھلا کر دیا ہو۔پھر عبداللہ بن رواحہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو رخصت کیا۔موتہ مقام پر تین لاکھ رومی لشکر کے ساتھ مسلمانوں کا مقابلہ ہوا جو صرف تین ہزار تھے۔مسلمان کمانڈر ایک کے بعد ایک شہید ہوتے گئے۔اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو شہادت کی اطلاع دی۔

حضرت انس سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید حضرت جعفر اور حضرت عبداللہ بن رواحہ کے شہید ہو جانے کی خبر لوگوں کو سنائی۔آپ نے فرمایا زید نے جھنڈا لیا اور وہ شہید ہوئے پھر جعفر نے لیا اور وہ بھی شہید ہوئے پھر عبداللہ بن رواحہ نے لیا وہ بھی شہید ہوئے اور آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے فرمایا پھر جھنڈا اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار نے لیا آخر اللہ نے اس کے ذریعہ سے فتح دی۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ جب حضرت زید بن حارثہ حضرت جعفر اور حضرت عبداللہ بن رواحہ شہید ہو گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں بیٹھ گئے۔آپ کے چہرے سے غم وحزن کا اظہار ہو رہا تھا۔

حضرت عروۃ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک گدھے پر سوار ہوئے آپ نے اپنے پیچھے اسامہ کو بٹھایا ہوا تھا آپ حضرت سعد بن عبادۃ کی عیادت کے لئے بنو حارث بن خزرج قبیلہ میں تشریف لے گئے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مجلس کے پاس سے گزرے۔جس میں عبداللہ بن اُبَی بھی تھا اور اس مجلس میں حضرت عبداللہ بن رواحہ بھی تھے۔جب مجلس میں سواری کی گرد پہنچی تو عبداللہ بن ابی نے اپنی ناک اپنی چادر سے ڈھانک لی پھر کہنے لگا کہ ہم پر گرد نہ اڑاؤ۔نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں السلام علیکم کہا پھر ٹھہرے اور سواری سے اترے اور انہیں اللہ کی طرف بلایا اور ان پر قرآن پڑھا۔عبداللہ بن ابی کہنے لگا کہ اے شخص یہ اچھی بات نہیں اگر جو تم کہتے ہو وہ سچ ہے تو ہماری مجالس میں ہمیں تکلیف نہ دو اور اپنے ڈیرے کی طرف لوٹ جاؤ اور جو تمہارے پاس آئے اس کے پاس بیان کرو حضرت عبداللہ بن رواحہ نے فوراً عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ ہماری مجالس میں تشریف لایا کریں ہم یہ پسند کرتے ہیں۔حضرت ابودرداء بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رمضان کے مہینے میں شدید گرمی میں نکلے اور ہم میں کوئی روزہ دار نہیں تھا سوائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور حضرت عبداللہ بن رواحہ کے۔حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ لکھتے ہیں کہ مسجد نبوی کی تعمیر کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود دعا مانگتے ہوئے سنگ بنیاد رکھا اور صحابہ نے معماروں

اور مزدوروں کا کام کیا جس میں کبھی کبھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی شرکت فرماتے تھے۔ کبھی کبھی صحابہ کام کرتے ہوئے عبداللہ بن رواحہ کا یہ شعر پڑھتے تھے کہ

اللھم ان الاجر اجر الأخرۃ فارحم الانصار والمھاجر

کہ اے ہمارے اللہ اصل اجر تو صرف آخرت کا اجر ہے پس تو اپنے فضل سے انصار اور مہاجرین پر اپنی رحمت نازل فرما۔ جب صحابہ یہ اشعار پڑھتے تھے تو بعض اوقات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان کی آواز کے ساتھ آواز ملا دیتے تھے اور اس طرح ایک لمبے عرصہ کی محنت کے بعد یہ مسجد مکمل ہوئی۔

حضور انور نے فرمایا: اب میں نے ایک مرحوم کا ذکر کرنا ہے یہ ہیں ہمارے محترم ڈاکٹر لطیف احمد قریشی صاحب جو منظور احمد قریشی صاحب کے بیٹے تھے۔ 19 رجنوری 2020ء کو دوپہر ایک بجے کے قریب اپنے گھر میں تقریباً 80 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ 1937ء میں ان کے والد نے حضرت مصلح موعود کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ ان کی والدہ مکرمہ منصورہ بشریٰ صاحبہ ابھی حیات ہیں۔ 1968ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے ڈاکٹر صاحب کو فرمایا کہ آپ ہمارے پاس کب آ رہے ہیں تو ڈاکٹر صاحب نے فرمایا جب آپ حکم دیں چنانچہ آپ نے کہا آپ آ جائیں اور آپ انگلستان ترک کر کے ربوہ منتقل ہو گئے اور فضل عمر ہسپتال ربوہ میں ڈاکٹر صاحب کا تقرر ہوا اور پھر یہ لمبا عرصہ وہاں کام کرتے رہے۔ 11 جولائی 1983ء بطور چیف میڈیکل آفیسر فضل عمر ہسپتال مقرر ہوئے۔ فضل عمر ہسپتال میں ان کی خدمت کا عرصہ تقریباً تیس سال پر محیط ہے۔ ان کی اہلیہ بھی چند دن پہلے فوت ہوئی تھیں اور ان کا ذکر میں نے کیا تھا مولانا عبدالمالک خان صاحب کی بیٹی تھیں وہ گذشتہ جمعہ ان کا بھی جنازہ میں نے پڑھایا تھا اور اگلے دن دو دن بعد یہ ان کی وفات بھی ہو گئی ان کے وفات کے کوئی پندرہ دن بعد۔ ان کے بھی پسماندگان میں تین بیٹے اور دو بیٹیاں ہیں۔ ان کے بیٹے ڈاکٹر عطاء المالک کہتے ہیں کہ

جب سے میں نے ہوش سنبھالا ہے والد صاحب نے کبھی تہجد کی نماز نہیں ترک کی اسی طرح ہماری والدہ ہمیں بتاتی تھیں کہ شادی کے پہلے دن سے تہجد کی نماز باقاعدگی سے پڑھتے تھے غرض تقریباً پچاس سال سے زائد عرصہ تک روزانہ بلاناغہ تہجد کا اہتمام کیا۔

ان کے دوسرے بیٹے ڈاکٹر قریشی محمد احمد محمود کہتے ہیں کہ خلیفہ ثالث نے ان کے بارے میں فرمایا تھا کہ یہ صرف ڈاکٹر ہی نہیں ہیں بلکہ یہ دعا گو ڈاکٹر ہیں ہر مریض کے لئے دعا کرتے۔ ہر پرچی پر دوائی لکھنے سے پہلے بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھتے اور پھر اس کے نیچے ھوالشافی لکھتے۔

اللہ تعالیٰ ان سے رحمت اور مغفرت کا سلوک فرمائے۔ ان کے بچوں کو بھی صبر اور حوصلہ عطا فرمائے اور ان کی نیکیوں ان کے بچوں میں بھی ان کو جاری رکھے۔ ان کی والدہ کافی بیمار بھی ہیں اللہ تعالیٰ ان پر بھی رحم اور فضل فرمائے۔ ......☆......☆......☆......

Khulasa Khutba Jumma Huzoor Anwar (aba) 24th - January - 2020

BOOK POST (PRINTED MATTER)

To ....
....
....
....

From : Office Ansarullah Bharat, Aiwan-e-Ansar
Mohalla Ahmadiyya Qadian-143516, Dt.Gurdaspur, PUNJAB